روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد 46-81 نمبر 84 | ہفتہ 24 ذی قعدہ 1416ھ 13 شہادت 1375ہش 13 اپریل 1996ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

یہ بھی یاد رکھو کہ تقویٰ اس کا نام نہیں کہ موٹی موٹی بدیوں سے پرہیز کرے۔ بلکہ باریک در باریک بدیوں سے بچتا رہے مثلاً ٹھٹھے اور ہنسی کی مجلسوں میں بیٹھنا یا ایسی مجلسوں میں بیٹھنا جہاں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی ہتک ہو یا اس کے بھائی کی شان پر حملہ ہو رہا ہو اگرچہ ان کی ہاں میں ہاں بھی نہ ملائی ہو۔ مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بھی برا ہے کہ ایسی باتیں کیوں سنیں؟ یہ ان لوگوں کا کام ہے جن کے دلوں میں مرض ہے کیونکر اگر ان کے دل میں بدی کی پوری حس ہوتی تو وہ کیوں ایسا کرتے اور کیوں ان مجلسوں میں جا کر ایسی باتیں سنتے؟

یہ بھی یاد رکھو کہ ایسی باتیں سننے والا بھی کرنے والا ہی ہوتا ہے۔ جو لوگ زبان سے ایسی باتیں کرتے ہیں وہ تو صریح مواخذہ کے نیچے ہیں کیونکہ انہوں نے ارتکاب گناہ کا کیا ہے۔ لیکن جو چپکے ہو کر بیٹھے رہے ہیں وہ بھی اس گناہ کے خمیازہ کا شکار ہوں گے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 656)

محترم جنرل ڈاکٹر نسیم احمد صاحب انتقال فرما گئے

احباب جماعت کو دلی افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ مخلص احمدی نامور ماہر امراض چشم میجر جنرل ریٹائرڈ ڈاکٹر نسیم احمد صاحب ہلال امتیاز (ملٹری) مورخہ 9-اپریل 1996ء کی شب ساڑھے آٹھ بجے دل کا دورہ پڑنے سے انتقال فرما گئے۔ آپ کی عمر 60 سال تھی۔

محترم جنرل ڈاکٹر نسیم احمد صاحب ملک کے چوٹی کے آئی سرجن تھے۔ آپ اپنے پرائیویٹ کلینک میں ایک مریض کے معائنے کے بعد نسخہ تحریر کر رہے تھے کہ اچانک دل کا دورہ پڑا۔ آپ کو فوری طور پر ملٹری ہسپتال لیجایا گیا۔ لیکن آپ جانبر نہ ہو سکے۔ آپ کو یہ اعزاز حاصل تھا کہ پاک آرمی میں میجر جنرل کے عہدے پر ترقی پانے والے آپ

باقی صفحہ 2 پر

محترمہ مسعودہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم فیض محمد صادق صاحب انتقال فرما گئیں

○ احباب جماعت کو افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ محترم مولانا نسیم سیفی صاحب ایڈیٹر الفضل کی بھاوجہ محترمہ مسعودہ بیگم صاحبہ اہلیہ محترم فیض محمد صادق صاحب مورخہ 7-اپریل 1996ء کو لندن میں وفات پا گئیں۔ آپ کو دل کی تکلیف کے باعث 16 مارچ کو ہسپتال میں داخل کیا گیا مگر 25 مارچ کو لاعلاج قرار دے کر ہسپتال سے جواب دے دیا گیا۔ آپ کی عمر تقریباً 63 برس تھی۔

موصوفہ محترم عبدالرحمان خاکی صاحب آف راولپنڈی کی صاجزادی تھیں۔ محترم خاکی صاحب اردو فارسی زبان کے مشہور شاعر تھے۔ موصوفہ نہایت سادہ طبیعت کی مالک' ملنسار' ہر حال میں شکر ادا کرنے والی اور احمدیت کی فدائی تھیں۔ احباب کرام سے موصوفہ کی بلندی درجات اور لواحقین کو صبر جمیل عطا ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

سانحہ ارتحال

○ محترمہ عالم بی بی صاحبہ زوجہ مکرم چوہدری فضل دین صاحب مورخہ 1996-4-2 کو صبح دس بجے جنرل ہسپتال لاہور میں وفات پا گئیں اسی روز عشاء کے بعد بیت مبارک میں مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے جنازہ پڑھایا اور بوجہ موصیہ ہونے کے بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔ قبر تیار ہونے پر مکرم مولانا جلال الدین صاحب قمر نے دعا کروائی (موصوفہ مکرم فضل الٰہی عارف صاحب مربی سلسلہ کی والدہ تھیں) احباب جماعت سے ان کی بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

اگر تم اللہ کے ولی بنو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارا ولی بن جائے گا

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث)

(کلام الٰہی) نے (صاحب ایمان) سے کہا کہ خدا تعالیٰ کا ولی بنو اگر تم اللہ کے ولی بنو گے تو اللہ تمہارا ولی بن جائے گا۔ ولی کے معنی صرف پیار کرنے والے یا دوستی کرنے والے کے نہیں ہوتے۔ ولی کے معنی یا ولایت کے معنی یا ولی کے معنی اس قرب کے ہیں کہ دو چیزوں کے اس قرب کے بعد ان کے درمیان کوئی اور چیز آ ہی نہ سکے' اس کا آنا ممکن ہی نہ ہو یعنی اللہ سے قریب تر ہو جانا۔ تو (کلام الٰہی) نے فرمایا ہے کہ تم اولیاء اللہ بنو۔ اس سلسلہ میں بہت سی آیات ہیں۔ فرمایا اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو اور جن کا یہ دعویٰ ہے کہ (کلام الٰہی) کی ہدایت اور احکام دینیہ پر ہم ایمان لائے یعنی ہم زبان سے اس کا اقرار کرتے ہیں اور قلب صمیم اور قلب سلیم کے ساتھ یہ اعتقاد رکھتے ہیں اور ہمارا عمل یہ ظاہر کرے گا کہ ہم یہ ایمان لاتے ہیں کہ کامل اور مکمل (دینی تعلیم) خدا تعالیٰ نے (کلام الٰہی) کی شکل میں انسان کے ہاتھ میں دی اور اس پر عمل کرنا اور انسان کے دین اور انسان کی دنیا کے لئے ضروری ہے اور اس کے بغیر دین و دنیا کی حقیقی حسنات انسان کو مل ہی نہیں سکتیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم میرے ولی بنو میں تمہارا ولی بنوں گا (-) دوسری بہت سی آیات میں زیادہ تفصیل سے بھی بتایا۔ جو متعدد آیات اکٹھی میں نے پڑھی ہیں ان میں سے پہلی میں ہے (-) کہ (ایمان والوں) کا خدا ولی بن جاتا ہے۔ لیکن بعد میں جو تین چار آیات اکٹھی میں نے پڑھی ہیں پہلے میں ان کے معنی بیان کرتا ہوں پھر ان کے اندر بیان شدہ مضمون آپ کے سامنے کھول کر بیان کروں گا (-) اگر تم خدا کے حکم کو مان کر اللہ تعالیٰ کے ولی بن جاؤ گے اور اس سے محبت رکھنے لگو گے اور اس کے اتنے قریب ہو جاؤ گے کہ تمہارے اور خدا کے درمیان کوئی اور وجود سما ہی نہیں سکے گا (بالکل ساتھ جڑے ہونے کے تعلق کو ولایت کہتے ہیں) جو خدا کے ولی ہو جاتے ہیں ان پر نہ کوئی خوف مستولی ہوتا ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں۔

(از خطبہ 8-نومبر 1974ء)

اپنی جانوں پر رحم کرو اور اپنی ذریت کو ہلاکت سے بچاؤ

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ	پبلشر : آغا سیف اللہ - پرنٹر : قاضی منیر احمد مطبع : ضیاء الاسلام پریس - ربوہ مقام اشاعت : دارالنصر غربی - ربوہ	قیمت 2 روپے 50 پیسے

3/ شہادت 1375 ہش 13 - اپریل 1996ء

مصائب کی برداشت

مصیبت سے تو کسی شخص کی زندگی بھی مبرّا نہیں کبھی نہ کبھی کسی نہ کسی رنگ میں کوئی بات مصیبت بن کر سامنے آجاتی ہے۔ اور جب مصیبت سامنے آتی ہے تو انسان ان دو کیفیات میں سے ایک میں سے گزرتا ہے۔ ایک تو یہ کہ وہ مصیبت کو جھیلتا ہے اور خوش دلی کے ساتھ ہمت قوت اور استقلال کے ساتھ جھیلتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ مصائب تو آیا ہی کرتے ہیں۔ رونے دھونے سے کیا بنے گا۔ اس لئے وہ مصیبت سے گھبراتا نہیں۔ اور مصیبت کو اس طرح جھیلتا ہے گویا وہ آئی ہی نہیں اور دوسری کیفیت یہ ہو سکتی ہے کہ انسان مصیبت بھی جھیلے اور روئے دھوئے بھی۔ یہ کیا ہو گیا۔ یہ آفت مجھی پر کیوں آپڑی۔ میرے ساتھ ایسا کیوں سلوک ہو رہا ہے۔ ان باتوں پر وہ ہمہ وقت سوچتا رہے اور مصیبت کو بہت بڑی مشکل جان کر بڑی بے دلی کے ساتھ جھیلے۔ ان دو کیفیات میں سے ایک کیفیت کا ہونا لازمی ہے۔ اگر غور کیا جائے تو جو مصیبت آجاتی ہے اس کو ہمت اور قوت اور استقلال اور خوش دلی کے ساتھ برداشت کر کے انسان خوش رہتا ہے۔ پھر وہ رو دھو کر اپنے آپ کو ایک مصیبت سے بڑھ کر ایک اور مصیبت میں کیوں ڈالے۔ لیکن یہ کیفیت کہ وہ خوش دلی سے مصیبت برداشت کر لیتا ہے صرف ایسے لوگوں کے لئے ممکن ہے جن کی نگاہ ہر وقت خدا تعالیٰ کی طرف لگی رہے جو یہ بات سمجھتے ہوں کہ جو خدا آج بظاہر ایک مصیبت ڈال رہا ہے وہی خدا ہمارے لئے آسائش کے سامان پیدا کرتا ہے۔ اگر میٹھی قاشیں دینے والے ہاتھ سے ایک کڑوی قاش بھی آجائے تو دل میں ملال کیوں پیدا ہو۔ پس مصائب تو آنے ہی آنے ہیں۔ مصائب سے تو کسی انسان کی زندگی مبرّا نہیں۔ لیکن مصائب کے آنے پر انہیں مزید گھمبیر بنانے کی بجائے اگر انہیں آسان بنانے کی کوشش کی جائے تو انسان مصائب میں بھی خوش رہتا ہے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) مصائب کے سلسلے میں فرماتے ہیں۔

"لوگ بہت سے مصائب میں گرفتار ہوتے ہیں لیکن متقی بچائے جاتے ہیں۔ بلکہ ان کے پاس جو آ جاتا ہے وہ بھی بچایا جاتا ہے۔ مصائب کی کوئی حد نہیں۔ انسان کا اپنا اندر اس قدر مصائب سے بھرا ہوا ہے۔ کہ اس کا کوئی اندازہ نہیں۔ امراض کو ہی دیکھ لیا جاوے کہ ہزارہا مصائب کے پیدا کرنے کو کافی ہیں۔ لیکن جو تقویٰ کے قلعہ میں ہوتا ہے وہ ان سے محفوظ ہے اور جو اس سے باہر ہے وہ ایک جنگل میں ہے۔ جو درندوں سے بھرا ہوا ہے۔"

ایسا تو کوئی شخص بھی نہیں جسے کبھی کوئی مرض بھی لاحق نہ ہوا ہو۔ پس بچائے جانے کا یہاں یہ مطلب نہیں کہ کوئی مصیبت آتی ہی نہیں۔ کوئی بیماری لگتی ہی نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ انسان اگر تقویٰ اختیار کرے تو مصائب کے وقت بھی اس کی کیفیت ایسی ہوتی ہے کہ گویا کسی مصیبت کا سامنا ہی نہیں ہے۔ وہ خوش دلی کے ساتھ ہر بات کو برداشت کرتا چلا جاتا ہے۔ اور متقی ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کو اس بات کی توفیق بھی عطا کرتا ہے۔

کوئی کسی کی بات سنے تو شائد مان بھی لے
مان بھی لے تو سب کچھ سوچ سمجھ کر جان بھی لے
اچھے لوگوں کی سب باتیں اچھی ہوتی ہیں
اچھی باتیں کرنے کی وہ دل میں ٹھان بھی لے

ابوالاقبال

بہشتی مقبرہ میں جاکر ہجومِ جذبات

"جو ہمارا تھا وہ اب دلبر کا سارا ہو گیا"
جان و دل اور مال و زر سب کچھ تمہارا ہو گیا
شکر ﷲ مل گئی ہم کو جہنم سے نجات
قبر کی کھڑکی سے جنّت کا نظارا ہو گیا
فکر بس اتنی ہی تھی دل کو نہ ہوں مہجور ہم
تیرے صدقے جانِ من اس کا تو چارا ہو گیا
کوئے جاناں میں رہیں گے اب مزے سے تابہ حشر
پار پھر بیڑا ہے جب تیرا اشارہ ہو گیا
جو جوانی میں دبا رکھی تھی آتش عشق کی
وقتِ پیری وہ بھڑک کر اِک شرارا ہو گیا
ایک طوفانِ محبت تھا کہ جس کے زور میں
راز میرا دوستوں میں سب آشکارا ہو گیا
یوں نظر آتی ہے اب اپنی گزشتہ زندگی
"جس طرح پانی کنوئیں کی تہ میں تارا ہو گیا"
ہم نے دل کو جب بھرا نورِ کلامِ پاک سے
بھر گیا۔ بھر کر پھٹا۔ پھٹ کر سِپارا ہو گیا
شاذو و نادر خواب میں آتے تھے عزرائیل یاں
اب تو معمول اُن کا روزانہ نظارا ہو گیا
کاش اپنی موت ہی ہو جاذبِ غفرانِ یار
کہتے ہیں مُردے کو سب حق کا پیارا ہو گیا
ایک پَل بھی اب گزر سکتا نہیں تیرے بغیر
اب تلک تو ہو سکا جیسے گزارا ہو گیا
بعدِ مُردن قبر کے کتبے پہ یہ لکھنا مرے
"آج ہم دلبر کے اور دلبر ہمارا ہو گیا"

(یا اللہ ایسا ہی کر)

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل

بقیہ صفحہ ۱

پہلے ماہر امراض چشم تھے۔ آپ پاک آرمی میڈیکل کالج کے پروفیسر بھی رہے اور اس وقت امراض چشم کے مشہور ترین ادارے الشفا آئی ٹرسٹ ہسپتال راولپنڈی میں چیف کنسلٹنٹ کے عہدے پر فائز تھے۔ موصوف سادہ طبع، منکسرالمزاج، اور اپنے کام میں غیر معمولی مہارت اور صلاحیت کے حامل تھے۔ آپ محترم ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب (وفات یافتہ) کے صاحبزادے تھے۔ احباب کرام سے آپ کی بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع

افکارِ عالیہ

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع فرماتے ہیں

(-) ہم نے الانسان یعنی محمد رسول اللہ کو، انسان کامل کو یہ نصیحت فرمائی کہ اپنے والدین سے احسان کا سلوک کرو۔ یہاں یہ سوال ضرور اٹھتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے تو اپنے والدین کا منہ نہیں دیکھا۔ والدہ کو دیکھا لیکن تھوڑے عرصہ کے لئے اور والد تو بعض روایات کے مطابق آپ کے پیدا ہونے سے پہلے ہی فوت ہو چکے تھے۔ پس (والدین کے ساتھ احسان) کا کیا مطلب ہے۔ یہاں دراصل آنحضرت ﷺ کو جو نصیحت ہے وہ تمام بنی نوع انسان کو نصیحت ہے کیونکہ انسان کامل کو جو نصیحت کی جائے اس میں تمام ادنیٰ انسان شامل ہو جاتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ مزید کسی تمہید باندھنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ فرمایا ہم نے انسان کامل سے یہ کہا تھا کہ یاد رکھو کہ اپنے والدین سے ہمیشہ احساب کا سلوک کرنا (-) یہ مضمون بھی دیکھ لیجئے عام ہے۔ تمام بنی نوع انسان پر یہ مضمون مشتمل ہے۔ آگے جاکر یہ مضمون اور رنگ اختیار کر جائے گا۔ تم دیکھو کہ تمہاری ماؤں کا تم پر کتنا احسان ہے یا اگر لفظی ترجمہ کریں تو غائب میں مضمون بیان ہو رہا ہے۔ تو ترجمہ ہو گا ہر انسان کی ماں اسے بہت تکلیفوں سے پیٹ میں اٹھائے پھرتی ہے۔ (-) اور بہت تکلیف کے ساتھ جنم دیتی ہے۔ نو مہینے تک اپنے پیٹ میں پالتی ہے۔ ایسی حالت میں کہ وہ بہت ہی ادنیٰ حالت سے ترقی کرتے انسان کی حالت تک پہنچتا ہے۔ اب آپ دیکھیں جس نے (اللہ ہمارا رب ہے) کا دعویٰ کیا تھا اس کی مزید صفت بیان ہوئی ہے۔ رب کا مطلب ہی یہ ہے ادنیٰ سے ترقی دے کر اعلیٰ حالت تک پہنچانے والا۔ انسانی رشتوں میں اس کی بہترین مثال ماں بنتی ہے فرمایا اپنی ماں کی طرف دیکھو کہ ہر انسان کی ماں نے اسے بڑی مصیبتوں سے پیٹ میں پالا اور پھر بڑے خطرات کے ساتھ اس کو جنم دیا۔ (-) اور یہ عرصہ پیٹ میں اٹھائے پھرنے کا اور پھر وضع حمل کا اور پھر دودھ پلانا یہ تیس مہینوں تک پھیلا ہوا ہے۔ (-) یہاں تک کہ جب وہ بلوغت کو پہنچ گیا اور چالیس سال کی عمر کو پہنچ گیا (-) تو اس نے دعا کی جو میں بیان کروں گا۔ یہاں میں نے کہا تھا کہ آگے جا کر مضمون بدل جائے گا۔ ایک مضمون ہے عام جو سارے بنی نوع انسان میں مشترک ہے۔ ہر ایک کی ماں اسی طرح اسے جنم دیتی ہے لیکن ہر شخص احسان مند نہیں ہوا کرتا۔ اب واپس حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف مضمون لوٹ گیا ہے۔ ایک عام واقعہ بیان کرکے جو سب بنی نوع انسان میں مشترک ہے پھر الانسان یعنی محمد رسول اللہ اس مضمون کو دوبارہ اٹھا لیا گیا اور یہ کہا گیا کہ جب وہ بلوغت کو پہنچا اور 40 سال کی عمر کو پہنچا اور 40 سال کی عمر آپ کی نبوت کی عمر تھی اس لئے 40 سال کا لفظ استعمال ہوا ہے ورنہ ہر انسان تو 40 سال کی عمر پہنچنے پر یہ بات نہیں کہا کرتا۔ پس یقیناً قطعی طور پر یہاں حضرت اقدس محمد رسول اللہ مراد ہیں اور آپ کا نقشہ بیان فرمایا ہے کہ آپ نبوت پانے کے بعد کیا دعائیں کیا کرتے تھے۔ فرمایا (-) اے میرے رب! مجھے توفیق عطا فرما کہ میں اس نعمت کا شکریہ ادا کر سکوں جو تو نے مجھ پر کی اور اس نعمت کو تمام کر دیا۔ (تمام کا مضمون لفظاً ظاہر نہیں لیکن نبوت میں تمام کا لفظ شامل ہوتا ہے اس لئے تمام کا لفظ داخل کیا) (-) اے میرے رب! مجھے توفیق عطا فرما کہ میں اس نعمت کا شکریہ ادا کرتا رہوں۔ شکریہ ادا کر سکوں اس کی توفیق پاؤں جو تو نے مجھ پر فرمائی (-) اور میرے والدین پر تو نے جو نعمت کی ہے اس کا بھی میں شکر ادا کروں۔

اب دیکھیں یہاں والدین سے آنحضرت ﷺ کے احسان کا یہاں ذکر نہیں فرمایا اس لئے کہ آپ کے والدین پہلے گزر چکے تھے۔ یہ مضمون لگتا ہے دو دھاگوں سے بنا ہوا ہے کبھی عام ہو جاتا ہے کبھی خاص ہو جاتا ہے۔ عام ہو جاتا ہے تو تمام بنی نوع انسان پر پھیل جاتا ہے جب سمٹتا ہے تو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات میں سمٹ آتا ہے۔ آپ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے خدا! مجھ پر تو نے جو اتنا بڑا احسان فرمایا یہ توفیق عطا فرما کہ اس پر شکر کا حق ادا کر سکوں اور صرف اسی کا نہیں بلکہ اپنے والدین کی طرف سے بھی تیرا شکر ادا کروں۔ صاف ظاہر ہے کہ والدین گزر چکے ہیں اور ان کو پتہ نہیں کہ کیا نعمت ان کو ملی ہے اور واقعتاً آنحضرت ﷺ کے والدین گزر چکے تھے ان کو کیا پتہ تھا کہ ان کی صلب سے دنیا کا سب سے بڑا انسان پیدا ہونے والا ہے اور وہ ایسے اعلیٰ مدارج تک پہنچے گا کہ کبھی کسی انسان کے تصور میں بھی یہ نہیں آسکتا تھا کہ کوئی شخص خدا کے اتنا قریب ہو جائے اور چونکہ والدین ایسی حالت میں گزرے تھے کہ ابھی وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے اور نہ مسلمان ہو سکتے تھے اور انبیاء کو حکم نہیں ہے کہ وہ اپنے ان والدین کے لئے دعا کریں جن کے متعلق احتمال ہو کہ وہ مشرک ہیں۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے دعا نہیں کی بلکہ یہ عرض کیا ہے کہ اے خدا! ان پر بھی تو نے بہت بڑا انعام کیا ہے۔ اتنا بڑا انعام کہ مجھے ان کے گھر پیدا کر دیا اور وہ شکر ادا نہیں کر سکتے۔ ان کو علم نہیں ہے کہ کیا احسان تو نے ان پر کیا ہے۔ مجھے توفیق عطا فرما کہ میں ان کی طرف سے تیرا شکر ادا کروں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کی مغفرت کی دعا کرنے کا اس سے اعلیٰ طریق اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا اور ان معنوں میں احسان کا بدلہ بھی اتار گئے۔ مضمون دیکھیں کس طرح اٹھایا گیا ہے کہ والدین کے احسان کو یاد کرو۔ والدین کے احسان کو یاد کر کے آنحضرتؐ فرماتے ہیں اے خدا! ان کی طرف سے مجھے شکر کی توفیق عطا فرما۔ پس جن کی طرف سے محمدؐ رسول اللہ شکر ادا کر رہے ہوں کیسے ممکن ہے میں تو یقین نہیں کر سکتا کہ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت کا سلوک نہ فرمائے (-) اور شکر کی تعریف فرما دی۔ ہم جو زبانی شکر ادا کرتے رہتے ہیں یہ تو کوئی شکر نہیں۔ فرمایا شکر کس طرح ادا کروں فرمایا (-) میں ہمیشہ ایسا عمل کروں کہ جن کے نتیجہ میں تو راضی ہوتا رہے۔ اس میں شکر کا فلسفہ بھی بیان ہو گیا۔ ایک انسان شکر اس لئے کرتا ہے کہ کوئی اس پر احسان کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ وہ اس احسان کا بدلہ چکا سکے۔ خدا کو آپ احسان کا بدلہ نہیں دے سکتے لیکن احسان کا بدلہ چکانے کی روح یہ ہے کہ جب آپ احسان اتارتے ہیں تو اگلا راضی ہوتا ہے۔ جب آپ کو کوئی تحفہ دے اور آپ اس کو اس سے بڑھ کر تحفہ دیں تو تحفے تو عارضی چیزیں ہیں بعض دفعہ وہ خود استعمال بھی نہیں کرتا کسی اور کو دے دیتا ہے یا پھینک دیتا ہے یا اس کے کام کی چیز نہیں ہوتی لیکن وہ راضی ہو جاتا ہے اگر محبت سے ایک ذرہ بھی کسی کو تحفہ دیا جائے تو وہ راضی ہو جاتا ہے تو کیسا عمدہ گہرا نفسیاتی نکتہ بیان فرمایا۔ فرمایا کہ میں تو تجھ پر احسان کر نہیں سکتا لیکن تجھے راضی تو کر سکتا ہوں اور احسان کا بدلہ تو اسی لئے چکایا جاتا ہے کہ کوئی راضی ہو جائے پس اب تو ایسا فیصلہ فرما کہ ایسے عمل کی تو مجھے خود توفیق عطا فرما۔ مجھے معلوم نہیں تو کس عمل سے راضی ہو گا۔ جس عمل سے بھی تو راضی ہوتا ہے وہی عمل میں کرتا چلا جاؤں اور ساری زندگی میں تیری رضا حاصل کرتا رہوں۔ تجھے خوش کرتا رہوں (-) اور یہی نہیں میری ذریت کو بھی صالح بنا دے اور اس ذریت میں آپ سب شامل ہیں۔ صرف آنحضرت ﷺ کی جسمانی اولاد ہی نہیں بلکہ تمام بنی نوع انسان جنہوں نے آپ سے تعلق جوڑنا تھا یا آئندہ جوڑیں گے وہ سارے اس دعا میں شامل ہو جاتے ہیں (-) دیکھیں اب بات کس طرح کھل گئی ہے۔ آنحضرت ﷺ عرض کرتے ہیں کہ تو تو جانتا ہے کہ میں تیری طرف لوٹ آیا ہوں میں تو ایسی توبہ کر چکا ہوں کہ کبھی کسی نے ایسی توبہ نہیں کی ہو گی اور مجھے کچھ نہیں چاہئے میں یہ دعویٰ کر سکتا ہوں کہ ہاں میں مسلمان ہوں۔

پس اس کے نتیجہ میں میرے بعد میں آنے والے تعلق رکھنے والوں سے بھی احسان کا سلوک فرما اور ان کو بھی ایسے اعمال کی توفیق بخش جن کے ذریعے تو راضی ہو جائے۔ پس اسی دعا پر میں آج کا خطبہ ختم کرتا ہوں۔ لیکن میں آپ کو ایک دفعہ پھر توجہ دلاتا ہوں کہ اس دعا کی دنیا میں ہر جگہ پر ہر دور کے انسان کو ضرورت رہی رہے لیکن جیسی آج کے دور میں اس دنیا اس جگہ جہاں سے میں یہ خطبہ دے رہا ہوں اس دعا کی ضرورت ہے شائد کسی اور جگہ کبھی اس دعا کی ضرورت نہ پڑی ہو۔ ایسے ظالم ماحول میں آپ بس رہے ہیں جس کی فضا زہریلی ہے۔ جب بچے سانس لیتے ہیں تو دو قسم کی پولوشن میں مبتلا ہوتے ہیں ایک پولوشن تو بنی نوع انسان کو نظر آ رہی ہے اور اس کے خلاف ان کے دماغ روشن ہو گئے ہیں وہ اٹھ کھڑے ہوئے ہیں وہ کہتے ہیں کسی طرح اس پولوشن کو کم کریں۔ اس فضاء کی وہ آلودگی جو جراثیم کے ذریعہ خاک کے ذروں کے ذریعہ دھوئیں کے ذریعہ زہریلی گیسوں کے ذریعہ دنیا کو نظر آتی ہے اس سے وہ بڑے سخت متنبہ ہو چکے ہیں اور کوشش بھی کر رہے ہیں لیکن ایک آلودگی ایسی ہے جو اس سے بہت زیادہ ہلاکت کرنے والی ہے اور وہ روح کو ہلاک کرنے والی آلودگی ہے وہ اس فضا میں اتنی زیادہ ہے کہ اگر ان کو پتہ چلے کہ کس فضا میں دم لے رہے ہیں تو اس خوف سے ان کے دم نکل جائیں کہ کیا ہوا ہے جو ہم اپنی سانسوں میں لے رہے ہیں۔ اس کی طرف کوئی توجہ نہیں پس جب آپ یہ دعا کیا کریں تو اس رنگ میں دعا کیا کریں کہ آپ نے بھی اس آلودگی سے بچنا ہے اور اپنے ساتھیوں کے لئے بھی دعا کیا کریں۔ اللہ تعالیٰ اس آلودگی سے ان کو بھی بچائے کیونکہ یہ فضا واقعی بہت گندی ہے۔ میں نے بہت سے احمدی ماں باپ کو روتے دیکھا ہے کہ وہ کہتے ہیں اس طرح ہماری بچی ہاتھ سے نکل گئی اس طرح ہمارا بچہ ہاتھ سے نکلا جا رہا ہے۔ اس کے نظریات تبدیل ہو جاتے ہیں زندگی کے متعلق اس کا تصور بدل جاتا ہے اور کوئی نصیحت اس پر کان نہیں کر سکتی۔ وہ اور رنگ میں دیکھ رہا ہوتا ہے۔ ماں باپ اور رنگ میں دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ پس ایسی حالت میں دعاؤں ہی کا سہارا ہے اور دعا کے علاوہ اور بھی باتیں ہیں جو میں بعض دوسری جگہ بیان کرتا چلا آیا ہوں اور آئندہ بھی بیان کروں گا۔ مگر ہمارا سب سے طاقتور سہارا دعا ہے اور دعاؤں سے میں سمجھتا ہوں یہ دعا جو میں نے آپ کے سامنے

باقی صفحہ 7 پر

ایک اچھی بات

اگر اخلاص ہو تو اللہ تعالیٰ تو ایک ذرہ بھی کسی نیکی کو ضائع نہیں کرتا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد ماضی

ثاقب زیروی .شکریہ ہفت روزہ لاہور

انتخاب صدر انجمن جرائد

"لاہور" کا ابھی اجراء ہوا ہی تھا۔ دفتر بھی گھر پر ہی تھا۔ میں صبح سویرے گاؤ تکیہ رکھ کر بیٹھ جاتا۔ ایک طرف انتظامی امور کی فائلیں ہوتیں دوسری طرف مضامین و مقالات کی کہ ایک دن "نوائے وقت" کے مینجر شیخ حامد محمود تشریف لائے اور فرمایا کہ حمید نظامی صاحب کی یہ خواہش ہے کہ میں فلاں تاریخ کو کراچی چلوں اور انتخاب صدر انجمن جرائد میں شامل ہوں۔

چونکہ میرا ارادہ جانے کا نہ تھا اس لئے میں نے کسی نئے امیدوار کا نام معلوم کرنے کی بجائے ان سے عرض کیا کہ آپ کو تو خوب معلوم ہے کہ "لاہور" کا ابھی ابھی اجراء ہوا ہے اس کے پیچھے کوئی بیش بہا سرمایہ بھی نہیں ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ یہ اس سفر کا مالی بوجھ۔ برداشت نہیں کر سکے گا۔ شیخ صاحب واپس تشریف لے گئے۔ محترم حمید نظامی صاحب سے میرے بڑے وقیع اور محبانہ مراسم تھے۔ وہ میرے پڑوسی بھی تھے میرا ہر طرح خیال رکھتے تھے۔

نیز میرے نظریاتی مخالف آغا شورش کاشمیری سے مخلصانہ مراسم رکھنے کے باوجو میرا بہت خیال رکھتے تھے۔

محترم شیخ حامد صاحب پھر تشریف لائے اور کہا کہ۔

"یہ رہا آپ کا فرسٹ کلاس کا ٹکٹ اور یہ رہی آپ کی کراچی کے سب سے اونچے "ہوٹل بیچ لیگژری" میں بکنگ۔"

میں نے عرض کیا' میں آپ کے اس اقدام سے یہ سمجھ گیا ہوں کہ نظامی صاحب کی یہ دلی خواہش ہے کہ میں کراچی کے اس اجلاس میں شرکت کروں۔ لیکن اس کے لئے میں یار کے لئے بوجھ نہیں بنوں گا۔ آپ مجھے اجلاس میں شریک پائیں گے۔

ابھی چار دن باقی تھی میں نے ارادہ کیا کہ دو دن پہلے چلا جاؤں۔ انٹر کلاس میں اور اپنے اس ارادے کے مطابق میں سٹیشن پر پہنچ گیا۔ مگر وہاں تو اصلی' جعلی' اور ڈمی۔ ایڈیٹر صاحبان کا جم غفیر تھا۔ حاجی لق لق۔ قمر اجنالوی۔ اشرف عطا یعنی ہر وہ ایڈیٹر جو پرچے کی بجائے ڈمی چھاپتا تھا۔ بعض کو تو فوری طور ڈیکلریشن لے کر دیئے گئے تھے میں چھپ چھپا کر انٹر کے ایک ڈبے میں بیٹھ گیا۔ کہیں پڈعیدن پہنچ کر اس گروہ کو پتہ چلا کہ میں اسی گاڑی میں ہوں۔ حمید نظامی صاحب اور اختر علی میرے پاس آئے۔ کہ آپ کی سیٹ خالی آرہی ہے آپ کا کمرہ بھی بیچ لگژری میں بک ہے۔ آپ ہمارے ساتھ چلیں لیکن میں نے مسکرا کر جواب دیا کہ اب میں یہاں خوب فٹ ہوں۔ احباب سے بھی گہری چھننے لگی ہے آپ مجھے یہیں بیٹھا رہنے دیں۔ گاڑی کراچی شہر کے سٹیشن پر پہنچی تو میں نے فوراً اپنا سامان اٹھایا اور ابھی یہ اہتمام ہی میں مصروف تھے کہ میں سامان لے کر سٹیشن کے ساتھ ہی نگار ہوٹل میں پہنچ گیا اور کرائے پر کمرہ لے کر وہیں ٹک گیا۔

ان دنوں انجمن جرائد کے جناب الطاف حسین (مدیر ڈان) صدر تھے جو ایک مسلمہ علمی' ادبی' اور صحافتی شخصیت تھے۔ تحریک پاکستان کے ایک جید رکن تھے۔ قائداعظم کے محترم ساتھیوں میں سے تھے مگر ان کے مقابلہ میں سلہری اینڈ کمپنی نے (جو ان دنوں "مارننگ نیوز" کے ایڈیٹر تھے) زمیندار کے مولانا اختر علی کو کھڑا کیا تھا۔ جن کے بارے میں مجھے خوب معلوم تھا کہ وہ صحافت کی بجائے طبلہ نوازی میں تاک تھے۔ پاکستان کے قیام سے کبھی والہانہ دلچسپی نہ رہی تھی۔ چونکہ سستی شہرت و صحافت کے قائل تھے۔ اس لئے ان کا اخبار خوب بکتا تھا۔ مجھے خوب معلوم ہے زمیندار اخبار مارکیٹ میں ان دنوں ٹرک پر لد کر جاتا تھا۔ وہ اصلی جعلی اور ڈمی ایڈیٹروں کو تحفے تحائف بھی خوب دے سکتے تھے۔ کسی کو نقد۔ کسی کو سنہری قلم' اور کسی کو سنہری گھڑی وغیرہ وغیرہ'

عجیب بات ہے کہ کراچی میں ان کے کھانے تک بک تھے۔ اگر ظہرانہ فردوس ہوٹل میں ہے تو عشائیہ ملک اینڈ حق کے ہاں۔ میں طبعاً ان میں سے کسی کھانے میں بھی شریک نہیں ہوا۔ سوائے راشدی صاحب کے کھانے کے جنہوں نے بطور خاص میرے پاس آکر کہا کہ

"دیکھو میں صرف وزیر اطلاعات ہی نہیں ایک اخبار نویس بھی ہوں اور کل تک "سندھ آبزروز" کا ایڈیٹر تھا۔"

آخری دن انتخاب کے لئے مقرر تھا۔ عجیب بات ہے کہ لاہور کے اخبار نویسوں کے گروہ کی خبر تک کسی اخبار میں نہ چھپتی تھی بس "مارننگ نیوز" میں چھپتی اور وہ دو دو چار چار پرچے رائے دہندگان کو پہنچا دیئے جاتے تھے۔

سندھ اسمبلی بلڈنگ میں انتخابی معرکہ ہوا ڈان کے عملہ کا کوئی بھی کارکن موجود نہ تھا۔ حالانکہ اس وقت ان کے گجراتی' انگریزی اردو میں تین تو روزانہ ڈان ہی چھپ رہے تھے۔

جناب ابراہیم حبیب رحمت اللہ وفاقی وزیر صنعت مسند صدارت پر بیٹھے تھے اور ان کے ساتھ زیڈ اے سلہری۔ نام تجویز ہوئے اس کے بعد محترم حمید نظامی۔ آغا شورش کاشمیری اور خلیق قریشی نے تقریریں کیں۔ مولوی اختر علی کے حق میں۔ آخر پہ رائے شماری ہوئی کھڑے ہو کر۔ تو صرف میں بیٹھا ہوا تھا۔ جناب صدر نے میرے بیٹھے رہنے کی وجہ دریافت کی۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے ایوان کی رائے سے اختلاف ہے

باقی صفحہ 7 پر

حسین و جمیل تاثرات

مکرم مختار احمد صاحب ہاشمی نے حضرت امام جماعت الثانی (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) کے متعلق لکھا۔

قادیان آنے سے قبل میں جب کبھی حضرت (امام جماعت الثانی) کی خدمت میں خط لکھتا تو حضرت صاحب کی طرف سے اس کا باقاعدہ جواب ملتا۔ مگر قادیان آنے پر میں نے ایک مرتبہ تین چار خط لکھے مگر کسی ایک کا بھی جواب نہ ملا۔ میں ہر روز دفتر پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کے جاتا اور لوکل دعائیہ خطوط کے جوابات کے لئے جو ایک بورڈ دفتر کے برآمدہ میں آویزاں ہوتا تھا اسے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا۔ مگر اپنے نام کا کوئی خط نہ پاکر سر جھکائے ہوئے گھر واپس آ جاتا۔ اور طرح طرح کے خیالات دل و دماغ پر محیط ہونے لگتے۔ آخر ایک دن مجبور ہو کر میں نے حضرت صاحب کو جواب نہ پانے کی شکایت لکھی۔ اس پر مجھے اسی دن چند گھنٹوں کے بعد جواب گھر پہنچ گیا۔ جس میں آپ نے از راہ ذرہ نوازی یہ بھی تحریر فرمایا تھا۔ آپ پریشان نہ ہوں آپ کو جواب اب بھی باقاعدہ ملتا رہے گا۔ اس مشفقانہ جواب سے مجھے بے حد مسرت ہوئی۔

ماہ ستمبر 1948ء کے آخری عشرہ میں صدر انجمن احمدیہ پاکستان نے حضرت امام جماعت الثانی کی ہدایت کے ماتحت ربوہ کی بے آب وگیاہ اور برسوں کی افتادہ زمین کو آباد کرنے کے لئے ایک مختصر سا قافلہ جو جواں ہمت اور مستعد کارکنان پر مشتمل تھا لاہور سے روانہ کیا۔ اس قافلہ نے کھلے میدان میں ڈیرے ڈال دئے اور اپنے خیمے اور چھولداریاں ایک خاص ترتیب سے نصب کر دئے۔ اس کے بعد ماہ اکتوبر میں یکے بعد دیگرے چند قافلے اور آکر مقیم ہوئے۔ یہ آبادی سوا ڈیڑھ سو افراد کے قریب ہو گی۔ جس میں مستورات اور بچے بھی شامل تھے۔ یہاں صدر انجمن کے دفاتر کا کام بھی انجمن کی نگرانی میں شروع ہو گیا۔ اس دوران میں ایک مرتبہ اطلاع ملی کہ حضرت صاحب ربوہ تشریف لا رہے ہیں۔ ہم نے ارادہ کیا کہ آپ کے استقبال کے لئے سڑک کے قریب ایک گیٹ تیار کریں۔ چنانچہ جملہ کارکنان کی مختلف ڈیوٹیاں مقرر کر دی گئیں اور ہم نے پہاڑی پودوں کا ایک ہرا بھرا خوبصورت دروازہ تیار کر کے رات بارہ بجے کے قریب مقررہ جگہ پر نصب کر دیا۔ اور حضرت صاحب کی مجوزہ قیام گاہ تک چونے سے مختلف راستے نمایاں کر دئے۔ ربوہ کی اس مختصر آبادی کے سر برآوردہ احباب حضرت صاحب کے استقبال کے لئے پختہ سڑک پر جمع ہو گئے اتنے میں حضرت صاحب کی کار درہ سے نمودار ہوئی اور چند لمحوں بعد یہاں آکر رک گئی۔ حضرت صاحب کار سے باہر تشریف لے آئے اور استقبالیہ وفد کی نشان دہی پر پیدل خیموں کی طرف چلنے لگے حضرت صاحب کی قیام گاہ والا خیمہ سامنے سے قریب نظر آرہا تھا اور ہم کارکنان ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے کہ اچانک حضرت صاحب چلتے چلتے یکدم رک گئے۔ اور آپ نے ارد گرد نظر دوڑائی اور گیٹ کی طرف جو آپ کی دائیں جانب خاصے فاصلے پر نظر آرہا تھا۔ چلنا شروع کر دیا اور اس گیٹ میں سے ہو کر اپنی قیام گاہ تشریف لے گئے۔ اس کے بعد دو تین مرتبہ آپ کو سڑک پر آنے کا اتفاق ہوا مگر آپ ہر دفعہ ہی گیٹ میں سے ہو کر تشریف لاتے اور لے جاتے رہے۔ اور اس طرح آپ نے ہماری حوصلہ افزائی فرمائی۔

نومبر 1948ء کے پہلے عشرہ میں صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے ربوہ میں ایک پریس کانفرنس کا انعقاد کیا گیا جس میں لاہور کے اخبارات کے مدیران اور چیف رپورٹرز شامل ہوئے۔ اس تقریب پر حضرت صاحب بھی بنفس نفیس لاہور سے تشریف لائے۔ آپ نے کانفرنس کے ممبران کو ربوہ کا نقشہ دکھانے کے علاوہ موقعہ بھی دکھایا۔ نیز ربوہ اور سرگودھا کے درمیان اسی قسم کے دیگر افتادہ فراخ میدان بھی دکھائے۔ اس موقعہ پر دوپہر کے کھانے کا انتظام ایک بڑے خیمہ کے اندر کیا گیا۔ میزوں اور کرسیوں کی ترتیب صدر کی نشست کو نمایاں کر رہی تھی۔ جو حضرت صاحب کے لئے مختص کی گئی تھی۔ جب آپ مہمانوں کے ساتھ اس خیمہ میں تشریف لائے تو آپ نے اس ترتیب پر ایک اچٹتی نظر ڈالی اور ایک میز کے سامنے تشریف فرما ہو گئے اور اس کے بعد دوسرے مہمان بھی بیٹھتے گئے۔ اور ملحقہ نشست کا حصہ صدر دوسرے مہمانوں کے حصہ میں آیا۔ اس طرح حضرت صاحب نے اپنے عملی نمونہ سے اظہار فرمایا کہ وہ اپنے لئے کوئی امتیاز پسند نہیں فرماتے۔

اسی طرح ایک اور موقعہ پر ربوہ تشریف لائے۔ دوپہر کے وقت جب حضرت صاحب کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا تو حضرت صاحب نے بیان فرمایا کہ کیا یہی کھانا ربوہ کے ساکنین کو دیا گیا ہے۔ تو منتظمین نے بتایا کہ دوپہر کے وقت دال اور شام کو گوشت دیا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے بھی دال دی جائے۔ جس کی فوراً تعمیل کی گئی اور ہم نے دیکھا کہ آپ نے گوشت والی پلیٹ کو چھوا تک نہیں۔ اور روٹی دال سے ہی کھائی۔

> ساری عقدہ کشائیاں دعا کے ساتھ ہو جاتی ہیں۔
> (حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد ماضی

الفضل 11 مئی 1960ء

تعلیم الاسلام کالج میں ایک تقریب

مورخہ 7 مئی 1960ء کو تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے جلسہ تقسیم اسناد میں مغربی پاکستان ہائیکورٹ کے چیف جسٹس محترم جناب ایم۔ آر کیانی نے جو خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔ اس کا متن ذیل میں درج ہے۔

صاحب صدر!

آپ نے میرے مکرر انکاروں کے باوجود جس تکرار کے ساتھ مجھ سے یہاں آنے کا اقرار لیا اس کا احساس رکھتے ہوئے میں شکریہ سے تو عاجز ہوں۔ شکریہ کا 'جواب قریباً ایک رسمی بدرسمی ہو گیا ہے 'میں کم سوچ رہا ہوں۔ سوچ رہا ہوں تو یہ کہ ان برخورداروں کو جو قومی زندگی کی دہلیز پر ہیں میں کون سی نئی بات سنا سکتا ہوں؟ علی بابا اور چالیس چور' داستان امیر حمزہ یہ تو سنے ہوں گے۔ یہ بھی وہ پشت در پشت سنتے آئے ہیں کہ آپ قوم کا بے بہا سرمایہ ہیں یہ بھی کہ کسی دن آپ بہت بڑے آدمی بن جائیں گے۔ ابھی تھوڑے دن ہوئے کسی بزرگ نے طلباء کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ محنت کرو انعام لو محنت کرو اکرام لو ہم تو اٹھارہ گھنٹے کام کرتے ہیں آپ آٹھ گھنٹے ہی کریں۔ کیونکہ آپ ہم سے کچھ زیادہ جوان ہیں۔

غربت اور ثروت ان سب باتوں کے بعد اتنا ہی کہنا رہ گیا ہے کہ آپ سب کے سب گورنر یا وزیر یا جج نہیں بن سکیں گے (ججوں کو کسر نفسی سے شامل کرتا ہوں) ہر چند کہ تقسیم ہند کے بعد ان عہدوں کے لئے جلد جلد باری آتی رہی ہے 'اور اس دنیاوی اعراف میں بھی قدرت مساوات قائم رکھنے پر مائل رہی ہے۔ بہتیرے آپ میں سے غریب عہدوں کے حامل ہوں گے 'اور اس لئے یہ کہنا رہ گیا ہے کہ:۔

گر بہ نکبت برسی پست نگردی مردی

یعنی غریبی آئے اور پھر بھی طبیعت میں پستی نہ آئے تو مانوں۔ لیکن اگر خدا کرے زندگی میں ثروت ملے اور مست نہ ہو تب مرد ہو۔

گر بدولت برسی مست نگردی مردی

زندگی میں کھیلوں کی اہمیت اور جہاں آپ کو یہ کہا جاتا ہے کہ محنت کرو محنت کرو تو چونکہ آپ میں یہ سن سن کر ہراس کی صورت پیدا ہو رہی ہو گی' میں نعم البدل کے طور پر یہ کہوں گا کہ کچھ کھیلا بھی کرو' تاکہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکو اور شاید کھیلتے کھیلتے یہ احساس پیدا ہو کہ دنیا تو کھیل کود ہے ذرا کام بھی کریں اور والد بزرگوار نے کوئی جائیداد چھوڑی بھی ہو تو ان کے آٹھ دس اور بچے بھی ہیں یہ کہنے سے تو کچھ فائدہ نہیں ہو گا۔ کہ ان کو کیوں اپنے گھر میں ایک فٹ بال ٹیم کی ضرورت پڑی اور جس طرح ہر صبح بلاناغہ دو بڑے پیالے چائے کے پیتے ہیں۔ اسی طرح ہر تین سال میں بلاناغہ دو چھوٹے پیالے دو نئے بچوں کے لئے کیوں خریدتے رہے۔ تمہاری والدہ کی صحت؟ بیٹا عورتوں کی صحت اس طرح اچھی رہتی ہے اور جب چار پانچ بچوں کے بعد ان کی جوانی بڑھاپے کی گود میں ڈال دی اور خود بلا شرکت جوان رہے تو مجبوراً اور شادی کرلی تاکہ خداداد درجنوں میں اضافہ ہو۔

خود اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی تلقین مگر اب تو ابا جان کو لیکچر دینے سے کچھ فائدہ نہیں اس لئے اپنے پاؤں پر کھڑے ہو ویسے بھی اپنے پاؤں اپنے پاؤں ہیں اور ابھی تمہارے کچھ بھائی ایسے ہوں گے جو نابالغ ہیں۔ اور اپنے پاؤں پر کھڑے نہیں ہو سکتے۔ اور تمہارا آخری بھائی جب پیدا ہوا تو ابا جان ساڑھے اکاون سال کے تھے اس وقت تو حفیظ جالندھری کے ساتھ "ابھی تو میں جوان ہوں" پڑھتے تھے۔ مگر یہ خیال نہ ہوا کہ ساڑھے تین سال کے بعد سرکاری طور پر بوڑھا ہو جاؤں گا اور یہ بچہ کیا' اس درجن میں سے چار پانچ اور ابھی نابالغ ہوں گے۔ اس لئے میں نے دیکھا ہے کہ پہلے دو تین بچوں کو تو اچھی طرح تعلیم دیتے ہیں 'مگر بعد میں مالی استعداد کے کم ہونے پر قرآن شریف کی وہ آیات ان کو زیادہ نظر آنے لگتی ہیں۔ جو اللہ کے رازق ہونے سے متعلق ہیں۔ یہ بھولتے ہیں کہ اللہ نے دنیا کو عالم اسباب بنایا ہے اور آپ کو بار بار کہا ہے کہ ہم نے زمین و آسمان کی پیدائش میں اور بارش کے زمین پر پڑنے میں اور اس کی وجہ سے سبزے کی روئیدگی میں نشانیاں پیدا کی ہیں ان پر غور کرو۔ نشانیاں تو یہ لوگ بھی ڈھونڈتے ہیں مگر اور طرح سے یعنی یہ بچہ نپولین بنے گا یا نہیں۔ اور کیا پتہ کہ اگلا ہی نپولین ہو۔ اس لئے جب تک نپولین نہ آئے رود نیل بہتا چلا جائے گا۔ مگر یہ نہیں سوچتے کہ نپولین رود نیل پر ہی پہنچ کر ختم ہو گیا تھا۔ ویسے ظاہراً واٹرلو تک پہنچا اور پھر یہ کیا ضروری ہے کہ نپولین آپ ہی کے گھر میں پیدا ہو؟

اتنا لکھ کر مجھے مرزا بشیر احمد صاحب کے خوبصورت مضمون "خاندانی منصوبہ بندی" کا خوف پیدا ہوا انہوں نے یہ مضمون بڑی کاوش سے لکھا ہے۔ اور کم از کم مجھے اس کے پڑھنے سے یہ فائدہ ہوا ہے 'کہ میرے معلومات برتھ کنٹرول کے متعلق پہلی صدی ہجری تک پہنچ گئے ہیں۔ صاحبان! میں متنازعہ امور میں نہیں پڑتا البتہ بعض' محتاط لوگوں کی طرح کہا کرتا ہوں کہ آپ گو سچ فرماتے ہیں مگر............اور کبھی کبھی اس "مگر" سے ایک پورا مگرمچھ نکل آتا ہے۔ اس مقام پر یہ مگرمچھ مرزا بشیر احمد صاحب کی اپنی ہی تصنیف میں انگڑائیاں لے رہا ہے یعنی

گویا بچے کے حمل میں رہنے اور دودھ پینے کا زمانہ قدرتی طور پر تیس مہینے ہونا چاہئے اب آپ نو مہینے اور دس دن کا حصہ تو بدل نہیں سکتے دوسرا حصہ ایک سال آٹھ مہینے رہ گیا یہ تو جیسے کمپلسری ہو تو اس پر حد کیوں قائم کی جائے یعنی یہ کہنا عجب ہو گا کہ ایک سال آٹھ ماہ کنٹرول جائز ہے اس کے بعد ناجائز۔ یہ مسئلہ میں نے ضمناً نہیں چھیڑا ورنہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ان مسائل میں سے ہے جو کالج کے طلباء کا درد سر نہیں ہونا چاہئے۔ جس طرح ہماری زندگی کے بعد ایک بڑی چیز آنے والی ہے جسے آخرت کہتے ہیں اس طرح زندگی کے اندر بھی ہر چھوٹے معاملے کے لئے آخرت مقرر ہے مثلاً پڑھائی کے بعد امتحان اور اس کے نتائج اور جلی ہوئی روٹی کھانے کے بعد پیٹ میں درد اور اس چھوٹی آخرت کی خبر جو شادی کے نتیجہ میں واقع ہوئی ہے آپ کو ابھی سے دی جائے تو آپ کو اس پر غور کرنے کا موقع مل جائے گا' اور اپنے حالات کے مطابق ازدواجی زندگی تشکیل کر سکیں گے ورنہ جب تک آپ کو پتہ لگے کہ کیا ہوا تو بمصداق

چشم وا کردو جہاں دگرے پیدا شد

آنکھ کھولیں گے تو ایک نئی دنیا آپ کے گرد کھیلتی نظر آئے گی۔ پھر کوئی خاتون مسلم لیگ کی طرف سے۔ کوئی سوشل ویلفیئر کا سہارا لے کر ٹیلیفون کرے گی کہ فلاں کی تبدیلی اگر قصور یا نارووال نہ کی جائے تو ممنون ہوں گی جب ان سے کہا جائے کہ عموماً نئے افسروں کو چھوٹی جگہ بھیجا جاتا ہے کیوں ان کے گھر بے چراغ ہوتے ہیں تو خاتون فرماتی ہیں' کہ یہاں چراغ موجود ہے تین چھوٹے چراغ بھی ہیں بڑا مشکل ہو گا باہر جانا۔ ایک دفعہ تو مجھے کہنا پڑا کہ ہم نے صرف خاوند کو ملازمت میں لیا ہے۔

تربیت کا ضروری حصہ بہر حال اس مسئلہ کو ضمنی سمجھیں یا ضروری میں یہ کہہ رہا تھا کہ آپ اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں اور اس کے لئے کھیلنا بھی ضروری ہے۔ اور یہ صرف چار پانچ ٹیموں تک محدود نہ ہو بلکہ سب کھیلا کریں۔ مجھے دو تین ہفتے ہوئے کراچی سے آئے ہوئے ریل گاڑی میں ایک دوست ملا جو مجھ سے پندرہ سال چھوٹا ہے۔ وہ سمجھتا ہے سولہ سال چھوٹا ہے۔ شکل و صورت میں موٹا ہے۔ مگر وہ سکول اور کالج میں پڑھتا ہی رہا اور اب بھی یہی نظر آتا ہے کہ وہ لکھنا پڑھنا جانتا ہے۔ عینک لگا کر سوچ بھی سکتا ہے۔ ویسے مانتا ہے کہ مجھ میں حرص نہیں مگر کھانے پینے کی چیزیں دیکھ کر آنکھیں چمکنے لگتی ہیں اور کنٹرول سے باہر ہو جاتا ہے۔ پھر چورن کھاتا کھاتا رہتا ہے مجھے بھی چورن دیا ہے چونکہ وہ سکول اور کالج میں کھیلا کودا نہیں۔ اس کی ٹانگیں تو موٹی ہیں۔ مگر گھٹنے کمزور ہیں۔ پیٹ نکلا رہتا ہے۔ اور وہ اسے دباتا رہتا ہے۔ کچھ دنوں بند گوبھی کھالیتا ہے کچھ دنوں پتی کھاد۔ کہتا ہے۔ بند گوبھی سے دبلا پن آتا ہے۔ اور پتی کھاد سے رعنائی اس لئے پھولوں کے لئے پتی کھاد استعمال کرتے ہیں۔ میں نے بھی ایک دن بند گوبھی کھا لی۔ اور یہ حالت ہو گئی جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ اس لئے پتی کھاد تک نہیں پہنچا۔ اس کی حالت اور ہزارہا اور اس قسم کے بے ورزش انسانوں کی حالت دیکھ کر میں اصرار سے کہتا ہوں۔ کہ آپ جسمانی ورزش کو تربیت کا ایک ضروری حصہ سمجھیں ورنہ بعد میں پچھتائیں گے۔ اور بند گوبھی کھانی پڑے گی۔ یہ جو صبح صبح لوگ سڑکوں پر بھاگے پھرتے ہیں یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ سکول اور کالج کے زمانہ میں مرزا پھویا بنے رہے۔

علی گڑھ کا ایک یادگار کردار مرزا پھویا پرانے علی گڑھ کا ایک کردار ہے۔ بلکہ اس کی یادگار ہے۔ وہ گھر میں کچھ نخرے سے پلا تھا نزاکت اس نے اپنے ارد گرد سے پیدا کرلی' کالج تک پہنچتے پہنچتے اچھا خاصہ نازو غیرہ بن گیا تھا۔ گھر کو خط لکھا کرتا کہ کالج میں کوئی ماما نہیں کہ سر میں روغن بادام ملے۔ چارپائی سخت ہے۔ ہو سکے تو گھر سے اور بھیج دو۔ کرسی کی سیٹ بھی لکڑی کی ہے حلوہ مغز کنجشک ختم ہو رہا ہے۔ سمجھ نہیں آتی کہ اس کے بغیر الجبرا کس جبر سے پڑھوں گا۔ القصہ اس کا نام مرزا پھویا مشہور ہو گیا یہ میرے دوست جس کا ذکر ہوا اس قسم کے مرزا پھویا تو نہیں جو روغن بادام سر پر ملنے کا سوچیں انہیں اگر روغن بادام ملے۔ تو کھالیں گے۔ سر پر ضائع نہیں کریں گے مگر ایک قسم کا مرزا پھویا وہ بھی ہے جو ورزش نہیں کرتا۔ اور شام کو نفیس کپڑے پہن کر بال بنا کر نکلتا ہے اور زمین پر نرم نرم قدم رکھتا ہے' تاکہ زمین کو دکھ نہ ہو۔ یہ اگر دنیا میں کامیاب بھی ہو جائے تو اپنے لئے ہی کامیاب ہو گا' زندگی میں نرم نرم قدم رکھے گا اور کہے گا۔ آہستہ بخرام بلکہ مخرام آہستہ قدم رکھو۔ بلکہ قدم ہی نہ رکھو۔ پالکی پر بیٹھو۔ یاد رکھئے یہ پالکی والے لوگ چیزوں کی باگ ڈور نہیں سنبھال سکتے کیونکہ پالکی کے باگ ڈور نہیں ہوتے ان کو اور لوگ چلاتے ہیں آپ مرزا پھویا بننے سے گریز کریں۔

تعلیم الاسلام کالج کی فضا ویسے مجھے تعلیم الاسلام کالج کی فضا میں مرزا پھویا بننے کی زیادہ گنجائش نہیں نظر آتی۔ مرزا ناصر احمد صاحب نے اپنے "مختصر تعارف" میں جو کہا ہے کہ گو 1947ء کے بعد اس کالج کی ابتدا ایک ڈیری فارم کی عمارت سے ہوئی تھی جس کا نچلا

باقی صفحہ 6 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

چیچنیا کا تنازعہ جاری ہے

روس اور چیچنیا کا جھگڑا ختم ہونے میں ہی نہیں آتا۔ چیچنیا کے ہزاروں ہزار افراد مارے جا چکے ہیں اور ان سے بھی زیادہ ایک طرح سے ملک بدر ہو گئے ہیں۔ کئی بار روس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ چیچنیا کے لوگوں کو اب دبا لیا گیا ہے لیکن یہ بات کبھی حقیقت ثابت نہیں ہوئی۔ ان کے لیڈر دودایوف نے نہایت سخت جانی کا مظاہرہ کیا ہے اور کبھی یہاں اور کبھی وہاں اپنا مرکز بنا کر مزاحمت کو جاری رکھا ہے۔ روس بعض اوقات چیچنیا کے لیڈروں سے گفتگو تو کرنا چاہتا ہے لیکن ان کے اصل لیڈر دودایوف کی بات نہیں سنتا اب دودایوف نے یلسن سے بات کرنے کی پیش کش کی ہے لیکن اخباری رپورٹوں کے مطابق یلسن نے اس پیش کش کو مسترد کر دیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ جنگ چیچنیا کے کسی نہ کسی کونے میں جاری رہے گی۔ اگرچہ یلسن کو یہ بھی فکر ہے کہ ایسا نہ ہو کہ اس کی پالیسیوں کی بنا پر اسے آئندہ ہونے والے انتخابات میں رد کر دیا جائے۔ اس لیے کبھی وہ ادھر ہاتھ مارتے ہیں اور کبھی وہ ادھر ہاتھ مارتے ہیں۔ اب جبکہ روس نے چیچنیا کے خاصے بڑے علاقے پر قبضہ کر لیا ہوا ہے وہ اس بات میں کامیاب نہیں ہوئے کہ چیچنیا کے لڑنے والوں کو مغلوب کر سکیں چیچنیا کی ریپبلک ایک مشکل معاملہ بن کر یلسن کے سامنے آئی ہوئی ہے۔

○○○

سینیٹر براؤن کا دورہ افغانستان

امریکہ کے ایک سینئر سینیٹر ہینگ براؤن جو گزشتہ دنوں پاکستان کے دورے پر آئے ہوئے تھے نے افغانستان کا بھی مختصر دورہ کیا۔ سینیٹر ہینگ براؤن نے افغانستان کے ایک خوبصورت گاؤں میں تین گھنٹے گزارے۔ یہ گاؤں دارالحکومت کے قریب ہے۔ وہاں آپ نے حکومت کے فوجی نمائندوں سے ملاقات کی۔ خاص طور پر احمد شاہ مسعود کے ساتھ۔ احمد شاہ مسعود کے ساتھ ہینگ براؤن کی ملاقات دو گھنٹے تک جاری رہی اور اسی طرح آپ نے نجیب اللہ لپرائی کے ساتھ بدران کے ہوائی اڈے پر ملاقات کی۔ کہا جاتا ہے کہ یہ ملاقاتیں خاصی مفید ثابت ہوئیں۔ کیونکہ ہینگ براؤن وہاں کے موجودہ حالات کا پتہ کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے ان رہنماؤں سے باتیں کر کے افغانستان کی موجودہ کیفیت سے متعلق آگہی حاصل کی۔ لیکن مسٹر ہینگ براؤن صدر برہان الدین ربانی سے ملاقات نہ کر سکے اگرچہ پہلے کہا یہ گیا تھا کہ وہ ان سے بھی ملاقات کریں گے۔ یہ بات سامنے نہیں آئی کہ برہان الدین کے ساتھ ملاقات کیوں نہ ہو سکی۔ مسٹر براؤن اقوام متحدہ کے ایک خاص طیارہ میں جلال آباد تشریف لے گئے۔ وہاں بھی آپ کو افغانی رہنماؤں سے ملنا تھا۔

○○○

صدر لغاری کا خطاب

صدر مملکت فاروق لغاری نے ڈاکٹروں سے کہا ہے کہ انہیں چاہئے کہ وہ اپنے علم کو بڑھاتے رہیں اور نہ صرف نئی سے نئی تحقیق سے پوری طرح آگاہ رہیں بلکہ اپنے اندر تحقیق کا مادہ پیدا کریں۔ وہ خود بھی تحقیق کریں اور دنیا کو بتائیں کہ انہوں نے کیا کیا نئی باتیں معلوم کی ہیں۔ صدر لغاری نیشنل اکیڈمی آف میڈیکل سائنسز کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج میں سوموار کے روز خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ پاکستان نے صحت کی تحقیقات کے متعلق اپنی ذمہ داریوں کو دوسروں پر ڈالا ہوا ہے۔ ہمیں مغرب کا ممنون ہونا چاہئے کہ وہ ہماری بیماریوں کا علاج دریافت کرتے ہیں۔ لیکن اب وقت آ گیا ہے کہ ہمارے اپنے ڈاکٹر ہمارے مسائل کو حل کرنے کے لئے جدوجہد کریں۔ اس موقعہ پر پنجاب کے گورنر سروپ خان اور وزیر اعلیٰ عارف نکئی بھی موجود تھے۔ صدر لغاری نے کہا کہ بہت سے مسلم سکالروں نے طب کے لئے دنیا کو بہت کچھ دیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ بنیادی طب کا آغاز ہی مسلمان حکماء نے کیا تھا۔ لیکن افسوس ہے کہ ہمارے بہت سے ڈاکٹر طب میں جو تحقیق ہو رہی ہے اس سے اپنے آپ کو آگاہ نہیں رکھتے۔ آپ نے اس بات پر زور دیا کہ ہمیں ایسا نظام قائم کرنا چاہئے جس میں طب پر ریسرچ جاری رہے اور نہ صرف اپنے ملک کو بلکہ اس ریسرچ کا فائدہ دوسرے ملکوں کو بھی پہنچایا جائے۔ آپ نے ہسپتالوں اور ٹیچنگ کالجوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ یہ ادارے بھی اس سلسلے میں خاصی مدد کر سکتے ہیں لیکن ہمارے سینئر ڈاکٹروں کو یہ راہ دکھانے کی ذمہ داری ادا کرنی پڑے گی۔ حکومت کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ 2000ء تک حکومت چاہتی ہے کہ ہر شخص کے لئے صحت کی آسانیاں مہیا کی جائیں۔ آپ نے اس سلسلے میں وزیر اعظم صاحبہ کے پروگرام کا ذکر بھی کیا۔ اور کہا کہ اس میں کیا شک ہے کہ غریب لوگوں کو طبی مدد پہنچانا حکومت کا فرض ہے۔ لیکن دوائیاں اتنی زیادہ مہنگی ہو گئی ہیں کہ یہ اپنی ذات میں ایک مسئلہ بن گیا ہے۔

بقیہ صفحہ 5

حصہ ایک اصطبل کا سا رنگ رکھتا تھا۔ تاہم اس وقت کے لٹے پٹے طلباء نے سختیاں خندہ پیشانی کے ساتھ سہیں۔ اس سے مجھے بہت تسکین ہوئی ہے۔ اور اگرچہ وہ طلباء اب چلے گئے ہیں آپ ان کی روایات سامنے رکھ کر چلیں آپ اب بھی اس ڈیری فارم کا تصور دل میں رکھیں۔ جو محض اس لئے چلایا جاتا ہے کہ دیگر لوگوں کے لئے مفید چیزیں دودھ اور مکھن کی قسم سے تیار کی جائیں آپ اپنی ذات کے علاوہ دیگر لوگوں کے لئے مفید بننے کی کوشش کریں۔ اصطبل کا تصور بھی اچھا ہے۔ لوگ اصطبل کا سوچ کر گوبر کا بھی سوچ سکتے ہیں۔ گھوڑوں کا بھی لوگ کہتے ہیں یہ مکان تو نہیں اصطبل ہے۔ لوگ کسی چیز کا برا پہلو زیادہ دیکھتے ہیں آپ اچھا پہلو دیکھا کریں۔ ہر چیز کا فکر اس کی ہمت کے برابر ہوتا ہے اگر گھوڑا اچھا نہ ہوتا تو زبان میں گھوڑوں سے متعلق محاورے حسین کردار کے معنوں میں نہ استعمال ہوتے گوئے چوگان کا تصور بغیر گھوڑے کے مشکل ہے۔ اسپ تازی سعدی کے وقت سے یوں استعمال ہوا ہے کہ اگر اچھی نسل کی چیز کمزور بھی ہو تو بری نسل کی چیز سے اچھی ہوتی ہے۔

اسپ تازی اگر ضعیف بود
ہمچناں از طویلۂ خر بہ

اور گدھے کو خود بھی یہ احساس ہے کہ گھوڑا مجھ سے بہتر ہے بحیرہ روم کے ساحل پر ایک دن ایک گدھے کی ملاقات ایک فورڈ موٹر گاڑی سے ہوئی۔ یہ پرانی فورڈ کا ذکر ہے جو اس وقت موٹروں میں ناقص تصور ہوتی تھی۔ گدھے نے فورڈ سے پوچھا آپ کون ہیں فورڈ نے کہا میں موٹر کار ہوں۔ گدھا ہنس کر بولا۔ میں گھوڑا ہوں۔ اسی طرح سبک رفتار کا لفظ اور سمند ناز تو اعلیٰ پائے پر ہے۔ ناز و کرشمہ کو سمند سے تشبیہ دے کر اسے تازیانہ لگا دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔

"سمند ناز پہ اک اور تازیانہ ہوا"

پس اگر صنف نازک کے اوصاف کی تشبیہ بھی گھوڑے کے اوصاف سے کی جاتی ہے۔ تو گھوڑا اچھا ہی جانور ہو گا۔ ورنہ شتر غمزہ اور خر دماغ جیسے لفظ بھی تو رائج ہیں۔

عرب کا ایک سفیر یہ سارے شتر غمزے اصطبل کے ذکر سے پیدا ہوئے جس اصطبل سے آپ کی ابتداء ہوئی ہے۔ اس کو نہ بھولئے گا۔ اب تو آپ یوں بھی نہیں بھولیں گے۔ مجھے عرب کا ایک پرانہ قصہ یاد آیا۔ غالباً خلفائے راشدین کے زمانہ کا ذکر ہے۔ عرب کے ایک سفیر کے متعلق جو کسی غیر ملک میں تھا۔ خلیفہ کو شکایت پہنچی کہ شان و شوکت کی زندگی بسر کر رہا ہے۔ لباس حریر پہنتا ہے۔ خلیفہ نے ایک خاص آدمی دریافت کے لئے بھیجا تو اس نے دیکھا کہ واقعی ابریشم کی قبا اوڑھے ہے۔ ایلچی نے اپنے آنے کا مدعا بتایا تو سفیر نے ابریشم کی قباء کا ایک گوشہ اٹھا کر دکھایا کہ نیچے گدڑی پہنی ہوئی ہے۔ اور یوں تشریح کی کہ "عادت تو میری وہی گدڑی کی رہے گی مگر ضرورت وقت سے ریشم پہنا ہے تاکہ یہاں کے درباری یہ نہ کہیں کہ عرب والے خرقہ پوش جاہل ہیں" ممکن ہے یہ قصہ صرف مجازی حیثیت رکھتا ہو اور بہرحال میں آپ سے یہ نہیں کہوں گا۔ کہ آپ پتلون کے نیچے بھی ڈھائی گز چادر باندھا کریں۔ آپ کا دل خرقہ پوش ہے تو کافی ہے اور یہ خرقہ پوشی بڑے عہدوں میں زینت بخشتی ہے۔ چھوٹے عہدے تو خود خرقہ پوش ہیں۔

تربیت کا اصل زمانہ کالج کے زمانہ کو آپ ایک مقفل صندوق کی طرح آئندہ زندگی سے علیحدہ نہیں رکھ سکتے۔ کیونکہ جو عادتیں آپ یہاں بنائیں وہ مستقبل میں آپ سے علیحدہ نہیں ہوں گی۔ یہ برفانی پہاڑوں کی ندی جو آپ کے منبع سے جا رہی ہے۔ آپ کے ساتھ ریت کے ٹیلوں میں بھی جاری رہے گی۔ یہ غلط ہے کہ آپ کو اچھا کاروبار مل گیا' تو عادتیں خود بخود اچھی ہو جائیں گی۔ اتنا ضرور ہو گا کہ آپ کے عیب دولت میں چھپ جائیں گے۔ چنانچہ ایک بزرگ نے کہا۔ کہ دولت خدا تو نہیں۔ مگر بخدا وہ خدا کی طرح ستار عیوب اور قاضی الحاجات ہے۔ اور زندگی میں بیشتر حصہ ان لوگوں کا ہے جو اس طرح ظاہری خوش خرامی کے ساتھ صبح کرتے ہیں اور شام کرتے ہیں۔ اور عمر یونہی تمام کرتے ہیں۔ مگر چند ایک ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جن کی پیشانی آپ لوگ پہچان لیتے ہیں۔ یہ میں نہیں کہہ سکتا کہ ان پیشانیوں میں آپ کو کیا نظر آتا ہے۔ دل ہی کو سمجھ آتی ہے۔ ان لوگوں کی تعداد میں آپ اضافہ کریں۔ ان پیشانیوں کی تعداد میں اللہ تعالیٰ نے جمہوریت کا اصول نہیں رکھا نہ دو سو گدھوں کے مغز سے ایک انسان کا مغز بنتا ہے۔ نہ دو ہزار خوش خراموں کے صبح شام کرنے سے ایک اہل فکر پیدا ہوتا ہے۔ میں نے غلط کہا کہ اس جگہ جمہوریت کا اصول نہیں رکھا۔ میرا مطلب مساوات کے اصول سے تھا۔ جمہوریت تو اس طرح یہ ہوئی کہ وہ دو ہزار خوش خرام جب ایک آدمی کو پیشانی سے پہچان لیں گے۔ تو اسی کی متابعت کریں گے۔ اور اس کو ووٹ دیں گے۔ جب میں کہتا ہوں کہ آپ ان کی تعداد میں اضافہ کریں تو میرا اصل مدعا یہ ہے۔ کہ بہت چیزوں کی نشوونما اس فضا سے ہوتی ہے جس میں وہ پلتے ہیں۔ اس کو آج کل اردو میں ماحول کہتے ہیں۔ میں غلطی سے بعض دفعہ لاحول کہہ دیتا تھا۔ مجھے ماحول کا لفظ [illegible] نہیں ہوتا تھا۔ مگر لاحول [illegible] نے کچھ جنسی [illegible] پیدا کر دی اور کچھ معنوی بھی۔ یعنی بعض ماحول ایسے ہو گئے ہیں جن کو دیکھ کر لاحول پڑھنا پڑتا ہے۔ جیسے طالب علموں کے لئے مرزا ناصر احمد صاحب کے الفاظ میں

"لاہور کی مسموم فضا" جس کا ذکر بھی انہوں نے اپنے مختصر تعارف میں کیا ہے۔ اور جس کی وجہ سے یہ ضروری سمجھا گیا کہ اس کالج کو لاہور سے یہاں منتقل کیا جائے۔

اب جیسی فضا انہوں نے اور ان کے سٹاف نے یہاں بنائی ہو ان کی دوربینی اور دانشمندی پر منحصر ہے کیونکہ لڑکے تو گیلی مٹی کی طرح ہیں۔ جیسے سانچے میں ان کو ڈالا جائے۔ ویسی شکل اختیار کر لیں گے لیکن میں نے ایک اینٹ بنانے والے سے جس کی اینٹیں بدصورت ہوتی تھیں اور زیادہ ٹوٹتی تھیں سنا کہ یہ مٹی کا قصور ہے۔ اس میں وہ چکناہٹ نہیں جس سے قوام پیدا ہوتا ہے۔ میں نے کہا کہ وہ چیز اس میں ڈالو نا جس سے چکناہٹ پیدا ہوتی ہے اس نے کہا وہ نزدیک سے دستیاب نہیں ہوتی اور خرچ زیادہ ہوتا ہے۔ میں مرزا ناصر احمد صاحب سے امید رکھتا ہوں کہ اگر بعض طالب علموں کی مٹی میں واجبی چکناہٹ نہ پائیں تو اس کی کمی محنت اور تربیت سے پوری کر لیں گے۔ اپنے سٹاف کی بھی اس طرح تربیت کریں گے کہ وہ میرے اس پرانے استاد کی یاد نہ تازہ کریں جو کلاس میں اپنی مقدس ٹانگیں میز پر رکھ لیتا تھا اور جن ٹانگوں کو ہیڈ ماسٹر کبھی خاموشی سے اندر آکر میز سے اٹھا کر نیچے رکھ دیتا تھا اور جب تک وہ اپنی ٹانگوں کی گنتی کرے کہ ٹھیک تعداد میں اتری ہیں یا نہیں۔ ہیڈ ماسٹر اسی خاموشی کے ساتھ دوسرے دروازے سے باہر نکل جاتا تھا۔ استاد جی اب ٹانگ پر ٹانگ جما کر شاگردوں سے کہتے پڑھو ہم نے روزی حلال کرنی ہے اور یہ ٹانگوں کو میز کے نیچے دھرنا کونسی ہیڈ ماسٹری ہے۔

ہمارے ملک کے شمال مغربی اطراف میں کسی چیز کو ذبح کرنا ہو تو کہتے ہیں اس کو حلال کرو آپ سے استدعا ہے کہ استاد جی کی طرح روزی کو حلال کر کے تعلیم و تربیت کو ذبح نہ کریں۔ اس فضاء کو فراخ کر دیں تاکہ لڑکوں کے سینے کھل جائیں۔ اس طرح کی درسگاہوں پر بعض دفعہ یہ اعتراض ہوتا ہے کہ یہ بیگانگی سکھاتے ہیں۔ مجھے اس سے اتفاق نہیں۔

کریں گے اہل نظر بستیاں نئی آباد

مگر آپ اس اعتراض بیگانگی کے نہ پیدا ہونے کو اپنا پہلا اصول تعلیم بنائیں تاکہ جب آپ کے طالب علم اس محدود جگہ کو چھوڑ کر زندگی میں قدم اٹھائیں تو لوگوں کو محسوس ہو کہ یہ کسی خاص تربیت گاہ سے آئے ہیں۔ یہ جفاکش بھی ہیں۔ ایثار کا مادہ بھی رکھتے ہیں اور ان دونو باتوں سے بڑھ کر یہ کہ تنگ دل نہیں ہیں۔

چیں برجبیں زجنبش ہرخس نمی زنند
دریا دلاں بہ آب گہر ارمیدہ اند

چیمپین شپ کا خصوصی امتیاز ان کے دل دریا جیسے ہوں جن میں موتی کا پانی بہتا ہو اور ہر تنکے کے گرنے سے ان کی پیشانی پر بل نہ پڑیں۔ یہ صرف تعلیم الاسلام کالج کے نہیں بلکہ پاکستان کے ہیں صرف پاکستان کے نہیں بلکہ دنیا کے ہیں اور اس لئے میں یہ دیکھ کر زیادہ خوش ہوا ہوں کہ اس کالج میں تقریباً 45 فیصدی اس گروہ کے نہیں جس کا ربوہ سے خاص تعلق ہے۔ مگر اس گروہ کا جذبہ ایثار دیکھ کر میں تعریف کئے بغیر بھی نہیں رہ سکتا۔

آپ کے گزشتہ نتائج یونیورسٹی کی اوسط سے بہتر ہیں۔ مگر میں محض سالانہ نتائج پر نہیں جاتا۔ میں دس بیس سال کا نتیجہ دیکھنا زیادہ پسند کرتا ہوں۔ سنا ہے کہ آپ کا کالج کشتی رانی میں کئی سال سے یونیورسٹی چیمپئن ہے۔ کشتی رانی جاری رکھئے گا۔ ہماری کشتی کبھی بھنور کے قریب جانے لگتی ہے۔ کبھی اس میں سوراخ ہو جاتا ہے اور کچھ نہیں تو اس کے چپو مرمت میں رہتے ہیں۔ جب آپ کی باری آئے تو اس طرح چلائیں جس طرح چیمپئن چلایا کرتے ہیں۔

بقیہ صفحہ 3

پڑھ کر سنائی ہے یہ امریکہ کے حالات میں اور باقی دنیا کے حالات میں بھی آج کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ اس دعا کا حق ادا کرتے ہوئے اس میں ڈوبتے ہوئے خاص سوز کے ساتھ اپنے لئے اپنی آئندہ نسلوں کے لئے دعا کیا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان دعاؤں کو قبول فرمائے۔

(ذوق عبادت اور آداب دعا ص 408 تا 413)

بقیہ صفحہ 4

اور میں اپنی رائے ریکارڈ کرانا چاہتا ہوں سلہری صاحب نے دریافت کیا۔ ریکارڈ کرانے کی ضرورت؟ تو میں نے کہا کہ آپ اس کی ضرورت کبھی نہ سمجھ سکیں گے۔ اس پر میں نے ایک مختصر تقریر کی۔ چند فقرے کہے اور بیٹھ گیا۔ میں نے کہا میرے نزدیک آج صحافت کا یوم سیاہ ہے کہ آج ہم نے ایک مسلمہ صحافی کی جگہ ایک ایسے شخص کو اپنا سرخیل چن لیا ہے۔ جو چند سطریں بھی نہیں لکھ سکتا۔

جس کی تحریک پاکستان میں کوئی قابل ذکر خدمت نہیں اور جس کے دامن میں اسلام کی خدمت بھی یہ ہے کہ "اس نے ایک رات کی عیاشی کے لئے مسجد شہید گنج کا قبلہ بیچ کھایا تھا۔"

بعد میں معلوم ہوا کہ اختر علی نے محترم حمید نظامی سے کہا کہ یہ تو "مار آستین" نکلا۔ انہوں نے جواب دیا کہ تم نے خود ہی تو کہا تھا کہ اس مرزائی کو بھی چلنا چاہئے۔ میں نے آمادہ کر لیا۔ مگر کچھ نہیں بتایا کہ جانے کی غرض کیا ہے اور الطاف حسین کے مقابلہ میں کس کو کھڑا کیا جا رہا ہے شاید وہ نہ جاتا۔

(ہفت روزہ لاہور 24۔ فروری 1996ء ص 4)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

تقریب شادی

○ مکرم جاوید احمد خان صاحب ابن مکرم ممتاز احمد خان صاحب شاہجہانپوری کی شادی عزیزہ مکرمہ عالیہ خان صاحبہ بنت مکرم احمد خان صاحب آف احمد نگر کے ساتھ ٹورانٹو کینیڈا میں مورخہ 25۔ دسمبر 1995ء کو سرانجام پائی۔ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کے لئے مبارک فرمائے۔

ایوان محمود سپورٹس کلب ربوہ

○ احباب کی صحت کو برقرار رکھنے کے لئے ایوان محمود سپورٹس کلب ربوہ قائم ہے جہاں بیڈمنٹن اور ٹیبل ٹینس کی کھیلیں ہوتی ہیں۔ والدین سے درخواست ہے کہ وہ اپنے بچوں کو اچھے اور بہترین ماحول میں کھلانے کے لئے ایوان محمود سپورٹس کلب میں بھجوائیں۔ ممبر شپ فارم ایوان محمود سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

(صدر ایوان محمود سپورٹس کلب۔ ربوہ)

تقسیم انعامات

○ گزشتہ سال نومبر میں عشرہ کلام الٰہی منانے والی جماعتوں میں اول کوئٹہ دوم پشاور اور سوم واہ (ضلع پنڈی) کو 30۔ مارچ کو سیکرٹریان کے اجلاس میں انعامات تقسیم کئے گئے اب اس سال کا عشرہ 17 سے 27 اپریل 1996ء تک منایا جا رہا ہے تفصیلی پروگرام جماعتوں کو بھجوایا جا چکا ہے سب بھائی اور بہنیں ذوق وشوق سے حصہ لیں۔

(ایڈیشنل نظارت اصلاح وارشاد (وقف عارضی)

تبدیلی نام

○ خاکسار نے اپنی بیٹی راشدہ بشیر کا نام تبدیل کر کے طاہرہ صدیقہ رکھ لیا ہے لہٰذا اب اسے اسی نام سے لکھا اور پکارا جائے۔

بشیر احمد ناصر مکان نمبر 15/16 دارالیمن وسطی ربوہ

عطیہ برائے گندم

○ ہر سال مستحقین میں گندم بطور امداد تقسیم کی جاتی ہے۔ اس کار خیر میں ہر سال مخلصین جماعت حصہ لیتے ہیں۔ لہٰذا ہمدرد مخلصین جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں اور برکتوں سے نوازا ہے۔ ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ اس کار خیر میں فراخ دلی سے حصہ لیں۔

جملہ نقد عطیہ جات بد گندم کھاتہ نمبر 4550/3-208 معرفت افسر صاحب خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ ارسال فرمائیں۔

(صدر کمیٹی امداد مستحقین گندم ربوہ)

اشیاء کی گمشدگی اور بازیابی

○ ربوہ میں کسی چیز کی گمشدگی یا بازیابی کا اعلان "الفضل" میں اشاعت کے لئے بھیجنے کی بجائے صدر عمومی صاحب کے دفتر میں اطلاع کی جائے۔ کوئی چیز گم ہو جائے تو وہاں نوٹ کروائی جائے اور کوئی چیز ملے تو وہ بھی اسی دفتر میں نوٹ کروائی جائے۔

(ادارہ)

پبلک نوٹس

○ پتہ چلا ہے کہ فیڈرل پبلک سروس کمیشن BPS-17 میں ریکروٹمنٹ کے لئے مقابلہ کا امتحان اکتوبر/ نومبر 1996ء میں لینے کا ارادہ رکھتا ہے۔ یہ امتحان ڈیرہ اسماعیل خان۔ فیصل آباد۔ حیدر آباد۔ اسلام آباد۔ کراچی۔ لاہور۔ لاڑکانہ۔ ملتان۔ پشاور۔ کوئٹہ۔ سکھر اور لندن میں ہوگا شرائط وغیرہ کے سلسلہ میں اخبارات کا مطالعہ کریں۔

(نظارت تعلیم)

امداد برائے مستحق طلباء

○ شعبہ امداد طلباء مستحق طلباء کی امداد کے لئے صدر انجمن احمدیہ میں مشروط بآمد کے طور پر ہے۔ اس کے اخراجات عطیات اور صدقات کے ذریعہ پورے کئے جاتے ہیں۔

شعبہ امداد طلباء مخیر احباب کی اعانت کا محتاج ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔

عطیات اور صدقات کی رقوم اس وضاحت کے ساتھ کہ یہ رقم عطیہ یا صدقہ برائے امداد طلباء ہے۔ براہ راست بنام نگران امداد طلباء یا خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بمد امداد طلباء بھجوا کر ممنون فرمائیں۔

(نگران امداد طلباء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 11- اپریل-1996ء
درجہ حرارت کم از کم 20 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 32 درجے سنٹی گریڈ

○ قائد حزب اختلاف مسٹر نواز شریف نے کہا ہے کہ ججوں کی تقرری کا اختیار پارلیمنٹ کو دیا جائے۔ یہ اختیار فرد واحد کے پاس نہیں ہونا چاہئے۔ سپریم کورٹ بار سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اپوزیشن اس ضمن میں بل کا مسودہ جلد قومی اسمبلی میں پیش کرے گی۔ انہوں نے کہا کہ سپریم کورٹ کے فیصلے پر عمل در آمد کو یقینی بنائیں عدالت عظمیٰ کے جج صاحبان کی تعداد میں اضافہ نہ کیا جائے۔ سینارٹی کے اصول پر ہر حالت میں عمل ہونا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ عدلیہ پر حکومتی یلغار کا مقابلہ کیا جائے گا۔ عدلیہ کو کچھ ہوا تو جمہوریت نہیں بچ سکے گی۔ وزیر اعظم تمام اقدامات پارلیمنٹ سے بالا بالا کر رہی ہیں۔ انہیں پارلیمنٹ کے سامنے جواب دہ ہونا چاہئے۔ کشمیر ایٹمی پروگرام اور بھارت کے متعلق متفقہ پالیسی تیار کی جائے۔ وزیر اعظم کو ہر قربانی دے کر کراچی کا مسئلہ حل کرنا چاہئے۔

○ ایم کیو ایم نے سندھ اسمبلی کا بائیکاٹ ختم کر دیا ہے۔ قائد حزب اختلاف مسٹر فاروق ستار نے کہا کہ ہم علامتی طور پر بائیکاٹ ختم کر کے ایوان میں محض اس لئے آئے ہیں کہ ایسے اہم مسودہ ہائے قوانین زیر غور آنے ہیں جن کا تعلق مہاجر عوام سے ہے۔

○ سندھ اسمبلی میں ایم کیو ایم کا بائیکاٹ ختم کر دینے کے بعد گرما گرمی پیدا ہو گئی۔ ایوان مچھلی مارکیٹ کا نظارہ پیش کرتا رہا۔ ایم کیو ایم کے قاضی خالد نے کہا ہے کہ "انہیں" چار افراد گوارا نہیں چار کروڑ کیسے گوارا ہوں گے۔ وہ مائیک بند ہونے کے باوجود چیختے رہے۔ وزراء اور سرکاری ارکان بھی بولنے لگے۔ سرکاری رکن منور تالپور نے کہا کہ ہم نے دہشت گرد ختم کئے۔ کراچی کو سکون دیا۔

○ شرپسندوں نے پاکستان ٹیلی ویژن کے لاہور کے اسٹیشن پر کریکر پھینک دیا جس سے خوفناک دھماکہ ہوا اور گاڑیوں کے شیشے ٹوٹ گئے۔ یہ کریکر رات 7 بجکر 20 منٹ پر گیٹ نمبر 2 کے باہر سے اندر پھینکا گیا۔ شدید دھماکہ کی آواز سے تمام عملہ باہر آگیا۔ ایبٹ روڈ پر ٹریفک بلاک ہو گئی۔ دو پروڈیوسروں اور دو کیمرہ مینوں کی گاڑیوں سمیت 6 گاڑیوں کو سخت نقصان پہنچا۔ پولیس نے کہا ہے کہ یہ واقعہ مسلم لیگ (ن) کے رکن جاوید اشرف کی ہلاکت کے سلسلے میں مظاہروں کی کڑی ہے۔ دھماکہ کی آواز دور دور تک سنی گئی علاقہ میں خوف وہراس پیدا ہو گیا۔

○ مسلم لیگ کے کارکن جاوید اشرف کے قتل پر مختلف شہروں میں احتجاجی مظاہرے ہوئے۔ پولیس پر پتھراؤ کیا گیا کئی کارکن گرفتار کئے گئے۔ ایک بڑی شخصیت کا پتلا جلایا گیا۔ مظاہرین حکومت اور پولیس کے خلاف نعرے بازی کرتے رہے۔ ملتان میں ایک پولیس کانسٹیبل کو پیٹ دیا گیا۔ ٹائر جلا کر ٹریفک بلاک کر دی گئی بہاولپور میں بھی توڑ پھوڑ کے واقعات ہوئے۔ ڈی ایس پی کی گاڑی کے شیشے توڑ دیئے گئے۔ ایک تھانیدار کو پٹرول چھڑک کر آگ لگانے کی کوشش کی گئی۔

○ آذربائی جان کے صدر مسٹر حیدر علیوف نے کہا ہے ہم نے ہمیشہ مسئلہ کشمیر پر پاکستان کی حمایت کی ہے اور آئندہ بھی کرتے رہیں گے۔

○ وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ جہاں بھی جارحیت ہوئی اس کے خلاف آواز اٹھاتے رہیں گے۔ علاقائی و عالمی استحکام کے لئے ضروری ہے کہ جارح ملک کو کبھی انعام نہ دیا جائے۔ مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فوج حریت پسندوں کو بے دردی سے قتل کر رہی ہے۔ وہ آذربائی جان کے صدر کے ساتھ مشترکہ پریس کانفرنس سے خطاب کر رہی تھیں۔

○ مغربی ممالک کے سفارت کاروں نے اپنے ممالک کو رپورٹیں ارسال کی ہیں کہ نواز شریف گرفتار ہونے والے ہیں۔

○ وزیر مملکت برائے خزانہ مخدوم شہاب الدین نے کہا ہے کہ بجٹ عام آدمی کے لئے سخت نہیں ہو گا۔ صرف ایسی صنعتوں کے لئے سخت ہو گا جن کے ساتھ ماضی میں رعائیت برتی گئی۔

○ بھارت نے میدان جنگ کی نگرانی کرنے والا خود کار طیارہ بنا لیا ہے۔ بغیر پائلٹ کے چلنے والے ریموٹ کنٹرول طیارے "نشانت" کا گزشتہ روز کامیاب تجربہ کیا گیا یہ طیارہ رات کے وقت بھی میدان جنگ کی جاسوسی اور نگرانی کا کام کر سکتا ہے۔

○ صدر مملکت فاروق احمد خان لغاری نے کہا ہے کہ وفاقی حکومت آزاد کشمیر میں آئین کے منافی کوئی اقدام نہیں کرے گی۔ آزاد کشمیر میں منصفانہ انتخابات کے لئے ہر ممکن تعاون کیا جائے گا۔ آزاد کشمیر کے صدر سردار سکندر حیات سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اہل پاکستان کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اہل کشمیر کی جدوجہد آزادی میں ان کا ساتھ دیتے رہیں۔

○ سپریم کورٹ بار ایسوسی ایشن کے صدر مسٹر اکرم شیخ نے کہا ہے کہ حکومت نے چیف جسٹس سید سجاد علی شاہ کو ہٹانے کا منصوبہ بنایا ہے۔ سپریم کورٹ کے ججوں کی تعداد میں اضافہ کر کے تاریخی فیصلہ کو غیر موثر کرنے کی سازش کی جا رہی ہے۔

○ پنجاب کے وزیر اعلیٰ سردار محمد عارف خان نکئی نے کہا ہے کہ اگر کالا باغ ڈیم نہ بنایا گیا تو ملک کو سنگین بحران کا سامنا کرنا پڑے گا۔ انہوں نے کہا کہ کالا باغ ڈیم کا نام جناح ڈیم رکھ لیا جائے۔ پنجاب ہر قربانی کے لئے تیار ہے۔ دنیا بھر میں توانائی کے لئے ڈیم بن رہے ہیں۔ پاکستان میں طویل عرصے سے کوئی ڈیم نہیں بنا۔ کالا باغ ڈیم کی تعمیر میں مشکلات کا حل موجود ہے۔ پاکستان انجینیرنگ کانگرس نے متنبہ کیا ہے کہ اگر یہ ڈیم نہ بنا تو لوڈ شیڈنگ کے ساتھ ساتھ "فوڈ شیڈنگ" بھی ہو گی۔

○ وفاقی خفیہ ایجنسیوں نے ڈرائی پورٹ پر آتشزدگی کو منظم کارروائی قرار دے دیا ہے۔ جس جگہ سے آگ کا آغاز ہوا وہاں تک کوئی چیز پھینکنا ممکن نہیں۔ ایجنسیوں نے شارٹ سرکٹ، سگریٹ یا تخریب کے باعث آگ لگنے کا امکان بھی رد کر دیا۔ یہ چرس کی برآمدگی کے سلسلے میں گرفتار افسروں کی انتقامی کارروائی بھی ہو سکتی ہے۔

○ گورنر پنجاب راجہ سروپ خان نے کہا ہے کہ ٹی وی سٹیشن پر حملہ سیدھی تخریب کاری ہے۔ یہ احتجاج کا طریقہ نہیں ہے۔ 'دین' مسلمان' اور قوم کی باتیں کرنے والوں نے احتجاج کے وہ طریقے اپنائے ہیں جن کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔

○ افغان نائب وزیر خارجہ نے اقوام متحدہ میں الزام عائد کیا ہے کہ طالبان ہیروئن اور مارفین تیار کر کے بیرون ملک سمگل کرتے ہیں۔ منشیات کی تیاری کا سامان پاکستان فراہم کرتا ہے۔ پاکستان کے مندوب احمد کمال نے کہا کہ یہ باتیں عوامی حمایت سے محروم حکومت کا احمقانہ موقف ہے۔

○ وزیر اعلیٰ پنجاب کی معائنہ ٹیم نے انکشاف کیا ہے کہ لاہور کے عجائب گھر سے اربوں روپے مالیت کی 532 اشیاء غائب کر دی گئی ہیں۔ ملازمین اس چوری کے ذمہ دار ہیں۔

○ شہباز شریف کی درخواست ضمانت پیش ہونے پر سپریم کورٹ نے اٹارنی جنرل کو طلب کر لیا ہے۔

○ قومی اسمبلی میں حکومتی حلیفوں آزاد ارکان اور بزرگ سیاستدانوں پر مشتمل ایک پریشر گروپ کا باقاعدہ اعلان کیا جا رہا ہے۔ گزشتہ روز اس بارے میں جن لوگوں کے نام لئے گئے ہیں ان میں نوابزادہ نصراللہ خان، غلام مصطفیٰ جتوئی۔ میر بلخ شیر مزاری مولانا فضل الرحمان اور میر ظفراللہ جمالی شامل ہیں۔

○ وزیر اعلیٰ سندھ نے ہدایت جاری کر دی ہے کہ ویج بورڈ پر عمل نہ کرنے والے اخبارات کے اشتہارات بند کر دیئے جائیں۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ نمبر ضرور لکھا کریں

پاک گولڈ سمتھ اقصیٰ روڈ ربوہ
میاں عبدالمنان ناصر ولد میاں عبدالسلام صاحب
فون 643

احمدیہ ٹیلیویژن انٹرنیشنل کی 24 گھنٹے نشریات کے آغاز پر پیارے امام اور عالمگیر جماعت احمدیہ کی خدمت میں مبارک صد مبارک پیش ہے
رؤف بکڈپو
اقصیٰ روڈ ربوہ
فون : 212297

بشیر گولڈ سمتھ اقصیٰ روڈ
ربوہ
فون: دوکان 211806 رہائش 211883

جڑی بوٹیوں سے تیار بالوں کی قدرتی غذا
عزیز ہیئر آئیل
بالوں میں چمک مہک خوبصورتی اور مضبوطی پیدا کرکے بالوں کو بڑھاتا، گرنے اور سفید ہونے سے روکتا ہے۔
قیمت /65
طاہر دواخانہ رحمان کالونی ربوہ

گھر بیٹھے دنیا کی نشریات سے لطف اندوز ہوں ہر قسم کے ڈش انٹینا خریدنے کیلئے
قیمت 9000 ڈش 6 فٹ بمعہ مکمل فٹنگ
نیو محمود ٹیلیویژن
21 - ہال روڈ لاہور
فون: 7226508 - 7125089
7235175 - 7355422

طب یونانی میں ہائی بلڈ پریشر کا شافی علاج
حکیم نظام جان کا مشہور دواخانہ
مطب حمید (رجسٹرڈ)
فشار کیپسول
پنڈی بائی پاس جی۔ ٹی روڈ گوجرانوالہ
فون: 0431-254634
فیکس: 0431-219066

تریاقِ معدہ
خرابیٔ ہضم کا مؤثر علاج
کھانا ہضم کرتا، بھوک بڑھاتا، طبیعت کو شگفتہ اور بحال رکھتا ہے۔
ایک شیشی ہمیشہ گھر میں رکھیے!
پیٹ کے جملہ امراض کے لیے اکسیر ہے
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) ربوہ